فون نمبر ۲۱۱۳۵ — ۷۸۶ — رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۷۷۶

حُبّ الوطن من الایمان

کاکوری اخبار

ایڈیٹر: ڈاکٹر سید احمد علوی نسیم

سالانہ دوستی صرف چار روپے — فی پرچہ — اشارہ —



ترسیل زر کا پتہ

۱۔ محمد حسین شمس علوی کاکوروی منیجر کاکوری اخبار

۲۔ مبارک بک ڈپو بندر روڈ مقابل ڈینسو ہال کراچی نمبر ۱

خبروں اور مضامین کے سلسلے میں جملہ خط و کتابت ایڈیٹر سے اور مالی و انتظامی امور میں منیجر سے کی جائے۔

شمارہ نمبر (۱۹)	بکم مئی ۱۹۶۵ء مطابق	جلد نمبر (۳)

غزل

جناب ساجد صدیقی صاحب لکھنوی کی وہ غزل جو انھوں نے اجتماعِ عید میں اپنے خاص انداز میں پڑھی اور جسے خوب داد تحسین حاصل کی۔

ہم کہ خوابِ چمن دیکھتے رہ گئے
اپنا دیوانہ پن دیکھتے رہ گئے

آذری حسن دیکھتے رہ گئے
ہم تو ہم بت شکن دیکھتے رہ گئے

کب گئی میرے عالم پہ ان کی نظر
صرف دیوانہ پن دیکھتے رہ گئے

میں نے اشکوں سے دامن مزیّن کیا
میرا فن اہلِ فن دیکھتے رہ گئے

دشمنی رنگ اخلاق میں ڈھل گئی
دوستوں کا چلن دیکھتے رہ گئے

ہم فدا ہو گئے اور اہلِ خرد
سوئے دار و رسن دیکھتے رہ گئے

آشیاں نذرِ برق تپاں ہو گیا
اور اہلِ چمن دیکھتے رہ گئے

رہنما نے وہ کارِ نمایاں کیے
دم بخود راہزن دیکھتے رہ گئے

قافلہ سوئے منزل روانہ ہوا
کچھ غریب الوطن دیکھتے رہ گئے

میرے عہدِ جنوں کا تھا اک شاہکار
[illegible] پیرہن دیکھتے رہ گئے

رات زلفوں کی خوشبو چراتی رہی
[illegible] دیکھتے رہ گئے

حالِ دل اپنا ساجد [illegible]
سوئے چرخِ کہن دیکھتے رہ گئے

مقالہ

وہ اپنے وطن کی مرغزاریں وہ گلزار پور کے گلشنوں کی بہاریں وہ عطر بیزیاں اور وہ بھینی بھینی خوشبوئیں ۔

"تمہیں یاد ہوں کہ نہ یاد ہوں"

وہ عود و قرنا کے ترانے وہ چنگ و رباب کے نغمے وہ طوطیوں کی بولیاں وہ قمریوں کے زمزمے وہ مرغان چمن کی بہاریں وہ مصطفٰے حسین کے راگ وہ کنھیا کی گگریاں وہ فضل حسین کی تانیں ۔

"تمہیں یاد ہوں کہ نہ یاد ہوں"

وہ قاضی گڈھی کے قہقہے وہ تارہ ٹولہ کے ٹھٹھے وہ کڑاپاری کی کانوں کان، وہ ملانیاں کی دعائیں دعائیں وہ بڑے گاؤں کی چھینا جھپٹیاں وہ برہمنوں اور کہاروں کی کلکاریاں وہ آم پارٹیاں وہ آموں کی ایک دوسرے پر ماریں وہ گھنگرو کی برفیاں

"تمہیں یاد ہوں کہ نہ یاد ہوں"

وہ بچوں کی رنگینیں اور شوخیاں وہ بچوں کے کرتے اور گھنگے اور لنگوٹیاں وہ ملاؤں کی عیدیاں وہ سیدانیوں اور ملانیوں کی بقرعیدیاں اور شب براتیاں وہ نئی نئی دولہنوں کی شرمیں اور بزرگوں کے لحاظ سے وہ دلہنوں کے حجاب وہ دیوروں کے بھابیوں اور بھاوجوں سے ہنسی مذاق اور چھیڑ چھاڑ ۔

"تمہیں یاد ہوں کہ نہ یاد ہوں"

وہ ڈومنیوں اور مہترانیوں کے گیت اور وہ میراثنوں کی ڈھپ ڈھپ وہ نائنوں اور حجاموں کی عید بقرعید آئینہ دکھائیاں وہ کہاروں کی مچھلیوں کے شگون وہ دہی دین اور نبیتا کی ڈولیاں وہ مالیوں کی بدھیاں اور گجریاں وہ ساگر اور میاں تال کے سنگھاڑے۔ وہ پوریاں اور تنور کے کباب وہ بکوڑوں کے مکھن بڑے وہ بھگوا اندین کی ہانڈیاں وہ چنے کے ساگ اور وہ جھربیری کے بیر کی کھٹائیاں

"تمہیں یاد ہوں کہ نہ یاد ہوں"

وہ دلہنوں کی سیلی سیدیاں وہ شیرمالیاں وہ پتی فس فسی گلوریاں وہ جیٹھوں اور سسروں کے لئے ورق لگے پانوں کے رکابے اور خاصدان وہ گھر گھر بیڑوں اور بکروں کی دو دو چار چار بوٹیوں کے حصے اور وہ نادوؤں کے نوالے

"تمہیں یاد ہوں کہ نہ یاد ہوں"

وہ کبابوں کی سیخیں، وہ مسلم مسلم رانوں کی پکوائیں وہ زعفران کی خوشبوئیں اور وہ مسالے اور وہ بڑی کبابوں کی بنائیاں اور وہ کلیجی گردوں اور وہ سری اور پاؤں کی پکوائیں وہ باجرے کی ٹکیاں وہ دو رنگ کی جینڈیاں وہ بالائی روٹی اور خالص گھی کے پونگے

"تمہیں یاد ہوں کہ نہ یاد ہوں"

وہ علامہ محسن مداح رسول کی دلشاد پرواز شاعری اور نعت گوئی ۔

عناصر کی یا رب یہ تقدیر ہو — کہ اس جوش میں یہ تعمیر ہو
نازل ہے زمیں پہ کبریائی — جلوے کے جامے میں خدائی
باغ تنزیہ میں سر سبز نہال تشبیہ — انبیا جس کا ہیں شاخیں عرفاں میں کونپل
گل خوشرنگ رسول مدنی عربی — زیب دامان ابد طرہ دستار ازلی
اوج رفعت کا قمر نخل دو عالم کا ثمر — بحر وحدت کا گہر چشمہ کثرت کا کنول

اور ان کا وہ سراپا ۔

ہے یہ امید کہ جب گرم ہو بازار نشور
یوں کہے بادشاہ بارگہ عالم نور
دوسرا ایسا نہیں دو تم عوض حور و قصور !
میں کہوں واہ مجھے یہ نہیں ہرگز منظور "

صفت حاضر ہے مگر اس کی یہ تدبیر نہیں
کھونے والوں بیچا لوں کی یہ تصویر نہیں

وہ خان بہادر اطہر علی وعظ میاں کی فراخدلی اور بھی

کی شاعری ؎

ناوک نے مرے نیند کو عالم کی اڑا دی
اب دیکھیے کیا دیدۂ خوں بار کریں گے

وہ خان بہادر تاج الدین ان کی حسن عقیدت اور فراخدلی۔ وہ ڈپٹی امجد علی اور ان کی اعزا و اقربا پروری، وہ ڈپٹی امیر حسن اور ان کی حسن انتظامی، وہ مولوی ذکی الدین اور ان کی تواضع اور انکسار وہ ماسٹر شان الہی وہ میکو لال اور ان کی شان تعلیم۔

تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ نور الحسن نیر وہ اردو کے نعت کے سب سے پہلے مرتب ؎

جس کے رگ رگ میں کھٹک ہو وہ بتلائے کیونکر
وہ درد دل ہے کہ نہیں درد جگر ہے کہ نہیں

نیر کی پارسائی کا کل حال کھل گیا   حضرت بھی پیچھے پیچھے تھے اک بادہ خوار کے

وہ نور الدین کیفی ؎

دیتا ہوں دل تو کہتے ہیں وہ دل کو دیکھ کر
کمبخت داغدار ہے اس دل کو کیا کروں
محرومی وصال کے شکوے جو کچھ گئے
ہنس کر کہا کہ آپ کی قسمت کو کیا کروں

"تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو"

وہ نادر علی خاں نادر شاعر اور ان کی رباعی ؎

اے ساقی گلعذار توبہ کی ہے   لے جام خوشگوار توبہ کی ہے
اچھا اک جام پی ہی لوں   ایسی تو ہزار بار توبہ کی ہے

وہ مرتضیٰ علی شتر ؎

خوب وعدہ ہے کہ جب وصل کی شب آتی ہے   آپ پوشاک بدلتے ہی بدل جاتے ہیں
پیشتر زخم دل نے کھائے تھے   زخم اب دل کو کھائے جاتے ہیں
رکھ دیا اس نے میرے دل پہ ہاتھ   بڑھ گئی قدر بیقراری کی

وہ مولوی ضیاء الحسن اور ان کی قابلیت اور وہ ظفر الملک اور ان کی فنکاری

تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وصولی چندہ

احسان احمد صاحب علوی لکھتے ہیں کہ حسب ذیل حضرات کا چندہ وصول ہوا ہے۔

۱۔ انوار احمد صاحب علوی کراچی (۲) سراج احمد صاحب علوی لائلپور
۳۔ سید ظفر احمد صاحب علوی کراچی (۴) بیگم زاہدہ عزت کراچی

کل رقم مبارک بک ڈپو میں جمع کر دی گئی ہے۔

عبدالستار صاحب علوی ڈھاکہ سے رقمطراز ہیں کہ پیشگی دس روپے علی الحساب کاکوری اخبار کا چندہ مبارک بک ڈپو کو ادا کر دیا گیا ہے مجھے یہ معلوم ہونا چاہیے کہ میرے ذمہ بقایا کیا ہے۔ اسی طرح برادر عزیز عبدالباسط علوی کو بھی مطلع کیا جائے کہ ان پر کیا چندہ بقایا ہے۔ میں نے خود ایک مرتبہ اپنا چندہ بدست اکبر علی صاحب بھیجا تھا پھر بھی اگر کچھ بقایا ہو تو مطلع فرمایئے۔

حافظ حسن احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ ام حبیبہ علویہ سلمہا اب انشاء اللہ صحت پا کر نیور ہاسپٹل سے واپس آگئی ہے۔ ۱۶-۱۷-۱۸ مارچ کی تاریخوں میں اس کی حالت بہت نازک مرحلہ میں پہنچ گئی تھی۔ ڈاکٹروں نے بہت کافی فکر سے کام لیا دوبارہ ایکسرے لیا گیا آخر بار یہ طے پایا کہ "ٹائیفائڈ" ہی ہے اور پھر اس کا علاج کیا گیا تیز بخار میں برف سے ٹھنڈک دی جاتی تھی۔ اللہ کا فضل یہ رہا کہ دماغ پر اثر نہ ہو پایا۔ ورنہ اس بار اسی اسپتال میں اکثر مریضوں کو دیکھا کہ بولنا چالنا بھی بند ہو گیا اب ان کو پھر سے باتیں کرنے سکھایا جا رہا ہے بہرکیف ۱۲ دن کے بعد بخار زائل ہوا گھر آ گئی۔ کاکوری اخبار میں پیشتر خبر دی جا چکی ہے اسلئے صحت یابی کی خبر بھی شائع ہو جانا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

پاکستانی ڈاک

اجتماع عید

حسب دستور انجمن اخوان الصفا کا اجتماع بعد عید کے دوسرے دن جناب محمد عارف صاحب علوی ۲۹۸ آدم روڈ کے دولتکدہ پر ہوا۔ جلسہ کی کارروائی تلاوت کلام پاک سے ہوئی۔ اس کے فوراً بعد آنسہ رضوانہ خاتون صاحبزادی حاجی انور علی صاحب علوی نے بڑی خوش الحانی کے ساتھ ایک نظم پڑھی جو حاضرین میں بہت مقبول ہوئی اور بے انتہا پسند کی گئی۔ اس کے بعد علامہ اقبال کی مشہور نظم "لب پہ آتی ہے دعا بن کے تمنا میری" رعنا، نازو، رضیہ اور دوسری چھوٹی بچیوں نے بڑے اچھے انداز میں سنائی۔ نظم کے بعد شہیر الدین صاحب علوی نے بانسری پہ ایک گانا پیش کیا۔ اسی طرح شجاعت علی عباسی اور مسلم علوی نے ایک گانا ماؤتھ آرگن پر سنایا جو بہت پسند کیا گیا۔ پھر نقلوں کا دور شروع ہوا جس میں فہیم سلمہٗ صاحبزادہ محمد اصف صاحب علوی نے بلی کی لڑائی کی نقل کی۔ اس کے بعد قوالوں کی نقل کی گئی جس سے لوگ بہت خوش ہوئے۔ اس پروگرام کے بعد ثاقب علوی صاحبزادہ سجاد الحسن صاحب علوی نے پاکستان کا ترانہ اپنے مخصوص انداز میں پیش کیا اور کچھ انگریزی کی پوئری بھی سنائی جس سے لوگ ہنستے ہنستے لوٹ گئے۔ اس کے بعد نماز کے لئے وقفہ ہوا۔ نماز کے بعد شہیر الدین صاحب نے ایک غزل سنائی۔ ابھی پروگرام شروع ہی ہوا تھا کہ جناب حسن بن علی عرف طارق صاحبزادہ راشد ابن علی علوی سے درخواست کی گئی کہ وہ ایک غزل سنائیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنے مخصوص انداز میں بڑی خوش الحانی کے ساتھ ایک نظم سنائی جو بہت پسند کی گئی۔ پروگرام کافی لمبا چوڑا تھا مگر وقت کم ہونے کی وجہ سے کم کرنا پڑا۔ ایک قوالی اور پیش کی گئی جس میں جاوید، مسلم، شمیر اور شجاعت علی عباسی شامل تھے پسند کی گئی۔ پھر چائے اور ناشتہ سے مہمانوں کو نوازا گیا۔

اسی دوران میں جناب مظفر علی صاحب عباسی نے ایک تقریر کی جس میں انہوں نے کاکوری جدید قائم کئے جانے پر روشنی ڈالی اور اس کے بعد جلسہ بحسن و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

عازم عمرہ:- ہمیں ایک خبر میں بتایا گیا ہے کہ اس سال محترم اکابر محمد حسن صاحب علوی عمرہ کی سعادت کے لئے ۸ اپریل عازم جدہ ہوں گے

یہ بھی معتبر ذرائع کا کہنا ہے کہ حاجی وکیل احمد صاحب قدوائی بھی عمرہ کیلئے اسی ماہ روانہ ہونگے۔

ایک خبر میں بتایا گیا ہے کہ شمیم احمد صاحب علوی تھرڈ انجنیئر جہاز امتیاز بخش کراچی پہونچے۔

محسن رضا صاحبزادہ سید نقی علی صاحب علوی کے اس ہفتہ خسرہ نکل آئی تھی۔ آج چار روز کے بعد دانے مرجھانا شروع ہو گئے ہیں۔ پہلے سے حالت بہتر ہے۔ علاج جاری ہے۔

انعام احمد صاحب علوی کے بارے میں معلوم ہوا ہے ایک ہفتہ ہوا ان کو قلبی تکلیف ہو گئی تھی۔ دو دن دفتر نہ جا سکے۔ اب الحمدللہ ٹھیک ہیں دفتر جانا شروع کر دیا ہے

کامیاب آپریشن: جناب حسین ہاشمی صاحب داماد بشیر احمد علوی مرحوم کے گردہ کا آپریشن ابھی پچھلے ہفتہ ہوا شہر کے مشہور سرجن ڈاکٹر صدیقی نے بہت کامیاب آپریشن کر کے ان کے گردے سے تین پتھریاں نکالیں۔ جس کی وجہ سے وہ اکثر و بیشتر پریشان رہا کرتے تھے۔ حسین صاحب انکل سارہ اسپتال میں زیر علاج ہیں۔ ابھی گھر آنے کی اجازت نہیں ملی ہے۔ کمزوری زیادہ ہو گئی ہے۔ ڈاکٹر نے بتایا ہے کہ کم از کم پندرہ دن ابھی قیام کرنا ہوگا۔ طبیعت روبہ سکون ہے۔

معین بی بی کی علالت: مختصر اطلاع ملی ہے کہ موصوفہ بغرض حج بیت اللہ ۲۰ مارچ کو جدہ روانہ ہوئیں تھیں۔ ابھی

عبدالواسع صاحب علوی اللہ کا احسان ہے کہ موصوف کو تین ہفتہ کی دوا کھا کر گھر آنے کی اجازت مل گئی اور اب الحمدللہ طبیعت صاف ہے

کہ آنتوں میں کوئی خرابی پیدا ہو گئی تھی جو دور پیدا ہو گئی بہرحال کرنل شرف الدین صاحب کراچی آ گئے ہیں۔ بعد کی اطلاع ہے کہ وہ دفن آ گئے ہیں۔

بھی شروع ہو چکے ہیں پانی تک اترنا ہی مشکل ہے تو پھر کسی دوسری چیز کو کیا کہا جائے غفلت شروع ہو گئی ہے۔ بہرحال زندگی و موت کی کشمکش کا دور ہے

چار روز ہی قیام ہوا تھا کہ دفعتاً ان کی طبیعت خراب ہو گئی ان کے ہمراہ ان کے بڑے صاحبزادے مظہر الدین احمد صاحب تھے جنھوں نے ان کی زیادہ طبیعت خراب دیکھ کر اظہر الدین احمد صاحب کو تار کے ذریعہ مطلع کیا۔ اظہر صاحب خبر پاتے ہی بذریعہ ہوائی جہاز جدہ روانہ ہو گئے اور والدہ صاحبہ کو کراچی واپس لے آئے ہیں۔ علاج ہو رہا۔ موصوفہ بہی عرصہ سے بلڈ پریشر کی مریضہ ہیں۔ ابھی ان کی طبیعت خراب ہے لیکن پہلے سے بہتر ضرور ہے۔ مظہر الدین صاحب حج کر کے واپس ہوں گے

خلیل یوسف صاحب صدیقی مع اہلیہ محترمہ کراچی عید منانے آئے ہیں۔ ان کے ہمراہ ان کے سالے حسان ضیاء صاحب بھی ہیں۔ پتہ چلا ہے کہ یہ لوگ اسی ہفتہ لاہور روانہ ہو جائیں گے۔

جمیل احمد صاحب انصاری (داماد سید حسن ضامن مرحوم) کے بارے میں پر مسرت اطلاع ملی ہے کہ موصوف پاکستان کے مشہور اخبار ڈان کے ایڈیٹر بنا دیے گئے ہیں۔ یہ تبدیلی الطاف حسین صاحب جو قیام پاکستان سے بھی پہلے سے ایڈیٹر تھے وہ اب حکومت میں وزیر کے عہدہ پر مامور کر دیے گئے ہیں۔ لہٰذا اس جگہ کو پُر کرنے کے لئے اور ان کی قابلیت کو تسلیم کرتے ہوئے جمیل احمد صاحب انصاری کا انتخاب کیا گیا۔ ہم اس پر مسرت خبر پر ان کی اہلیہ اور دیگر اعزا کو دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

احمد بانو صاحبہ ڈاکٹر ہو گئیں۔ ہمیں یہ سنکر بڑی مسرت ہوئی کہ اس سال احمد بانو صاحبہ عرف ربابی (بنت احمد مجتبیٰ صاحب علوی) نے کراچی کے ڈاؤ میڈیکل کالج میں ایک نمایاں حیثیت سے کامیابی حاصل کی۔ احمد بانو صاحبہ کو اس سے پیشتر کامیابی ہو جاتی مگر عین اس وقت جبکہ وہ امتحان میں شرکت کرنے والی تھیں ان کے والد احمد مجتبیٰ صاحب علوی حادثہ سے دوچار ہو گئے تھے ان کو جناح اسپتال میں داخل کر دیا گیا تھا جہاں وہ تقریباً دو یا ڈھائی ماہ رہے۔ احمد بانو صاحبہ ان کی تیمارداری میں لگی رہیں۔

ان کے ساتھ ان کے بھائی صلاح الدین عرف مصر بھی تھے اس وقت ان کی ایسی حالت نہ تھی کہ ان کو تنہا چھوڑا جا سکے۔ انھوں نے جو ان کی خدمت کی ہے اس کا ثمرہ اس صورت میں ملا ہے۔ واقعی قابل صد تحسین مبارکباد ہیں۔ آجکل احمد مجتبیٰ صاحب علوی پہلے سے بہتر ہیں۔ ہم اس کامیابی پر دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اور ساتھ ہی ان کے والدین اور بھائی بہنوں کو مبارکباد دیتے ہیں۔

وحید الحسن صاحب علوی جو اعزا سے ملنے کراچی آئے ہوئے تھے ۱۱ اپریل کو نواب گنج واپس ہو گئے۔

ایک خبر میں ہمیں بتایا گیا ہے کہ ثریا عباسی صاحبہ جو عید کی خریداری کے سلسلے میں جامع کلاتھ مارکیٹ گئی ہوئی تھیں کپڑا دیکھنے میں مصروف تھیں کہ اتنے عرصہ میں کسی نے ان کے پرس سے پانچ سو پچاس روپے نکال لئے۔

خلیق احمد صاحب علوی کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ موصوف جو شاید اپریل کے پہلے ہفتہ میں حادثہ سے دوچار ہوئے تھے اب خدا کا شکر ہے کہ بہتر ہیں۔ اور اپنے کام پر جا رہے ہیں۔ تفصیل میں بتایا گیا ہے کہ آفس سے گھر آ رہے تھے آپ موٹر سائیکل پر تھے یکایک ایک ٹرک نے پیچھے سے ٹکر دے دی۔ حالانکہ موصوف اپنی سائیڈ پر تھے لیکن انھوں نے بڑی ہمت سے کام لیا۔ اور گھر واپس آ کر ڈریسنگ وغیرہ کی۔ دوسرے روز وہ خود اپنے قریبی اعزا و احباب کے یہاں اطلاع دینے گئے اب خدا کا شکر ہے ٹھیک ہیں۔ صرف شانے پر تکلیف باقی ہے۔

میجر ڈاکٹر شمیمہ کرمانی کے یہاں سے یہ سنسنی خیز خبر ملی ہے اور ۳ اپریل کو حیدرآباد سندھ سے بذریعہ ٹرنک کال یہ خبر کراچی پہونچائی گئی۔ کہ میجر شمیمہ کرمانی جو ابھی چند ماہ ہوئے تبدیل ہو کر سندھ پہونچی ہیں ان کے گھر میں سب کے سب بیہوشی کے عالم میں ہیں۔ جناب سرفراز الدین صاحب خبر پاتے ہی حیدرآباد روانہ ہو گئے۔ ظاہر ہے کہ یہ خبر آگ کی طرح پورے اعزا میں پھیل گئی

تفصیل میں بتایا گیا ہے کہ ۳ اپریل کو ان کے نوکر نے گھر میں تہری پکانے کی خواہش ظاہر کی چنانچہ بغیر کسی حجت کے اسکو اجازت دیدی گئی۔ یہ نوکر ان کے ساتھ کراچی سے آیا تھا۔ اس نے اس دن گوشت اور دوسری چیزیں بھی پکائیں۔ حسب معمول گھر والوں نے دوپہر کا کھانا کھایا۔ ابھی کوئی ۱۵ یا ۲۰ منٹ ہی گذرے ہوں گے کہ صبیح الدین صاحب کرمانی کی بچی پرجبین جو عذرا صاحبہ کے ساتھ رہتی ہے اس پر اس کا اثر ہوا اور چکر آنا شروع ہوئے لوگ سمجھے کہ یہ مذاق اور کھیل کی صورت میں ایسا کر رہی ہے۔ سب نے ڈانٹنا شروع کیا۔ اس کے بعد سرفراز الدین صاحب کرمانی کی چھوٹی بچی کہکشاں پر اس کا اثر ہوا اس کی حالت بھی عجیب سی ہونے لگی۔ اور منہ نیلا ہونے لگا۔ تب ذرا تشویش ہوئی۔ تب یکایک عذرا صاحبہ جو آنکھ دھو رہی تھیں۔ چکر آنے لگا۔ پھر خود ڈاکٹر کرمانی کو چکر اور غشی طاری ہونے لگی۔ لیکن وہ کچھ ہوش میں تھیں۔ انھوں نے محسوس کر لیا کہ ان کو کچھ زہریلی دھتورہ ایسی چیز کھانے میں دی گئی ہے انھوں نے فوراً اپنے نوکر کو بلایا۔ اور کہا کہ پڑوس میں کرنل صاحب رہتے ہیں ان کو خبر کرو۔ اور تم نے کھانا کھایا یا نہیں۔ اس نے جواب دیا کہ نہیں۔ لیکن وہ کسی کو خبر کرنے نہ گیا۔ اسی دوران میں خود ڈاکٹر کرمانی قریب ملے ہوئے بنگلے میں ایک میجر صاحب رہتے ہیں گئیں مگر کچھ کہے بغیر واپس آ گئیں۔ ایسا دیکھ کر میجر صاحب کی بیوی نے اپنے لڑکے کو بھیجکر معلوم کیا تو معلوم ہوا کہ گھر میں سب ہی کی حالت ایک سان ہے اسی وقت اتفاقاً اسپتال کا ڈیوٹی سپاہی ایک مریض کی حالت بتانے اور ان کو پرچہ دینے کے لئے کرمانی کے پاس آیا۔ اس وقت کرمانی کرسی پر بیٹھی ہوئی تھیں۔ مگر کچھ ہوش نہ تھا۔ اسی حالت میں سپاہی نے ان کو خط دینا چاہا اور دو مرتبہ دیا مگر دونوں مرتبہ گر گیا۔ تب وہ حیران ہوا اور اسپتال واپس گیا سپاہی

کا بیان ہے کہ اس وقت نوکر گھر میں گھوم رہا تھا۔ ڈیوٹی سپاہی سے خبر پاتے ہی ڈیوٹی نرس موقع پر پہونچی اور گھر میں سب کی پریشان حالت دیکھ کر سب کو اطلاع کی اور اسی وقت امبولینس آ گئی سب لوگ اسپتال میں پہونچا دئے گئے۔ ڈاکٹر کرمانی سو رہی تھی اور پرجبین کی حالت بہت خراب بتائی جاتی تھی۔ ان لوگوں کے ٹلکی ڈال کر زہر نکالا گیا۔ سب کی زبانیں موٹی ہو گئی تھیں اور سب پاگلوں کی طرح ہنس رہے تھے یا رونے لگتے تھے

کراچی میں سب سے پہلے احمد مجتبٰی صاحب علوی کو فون کیا گیا۔ چنانچہ مطیع الدین صاحب افضال احمد صاحب ایڈووکیٹ اور اہلیہ لڈن صاحب حیدرآباد پہونچ گئے۔ معلوم ہوا ہے کرتے اور کھانا میڈیکل ٹسٹ کے لئے بھیجا گیا ہے۔ اب خدا کا شکر ہے کہ یہ سب روبصحت ہیں۔ بیگم افضال احمد صاحب حیدرآباد سے کراچی واپس آ گئی ہیں۔ اس سازش میں سب کا خیال نوکر کی طرف ہے۔ اس کو حراست میں لے لیا گیا ہے مزید انکشافات کی امید ہے عام خیال یہ ہے کہ نوکر کا کسی بڑے گروہ سے تعلق ہے بہر حال اللہ نے بڑا فضل کیا۔ ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ اگر ذرا سی تاخیر اور ہو جاتی تو خدا جانے کیا ہوتا۔

انتقالِ پُرملال

راشد علی صدیقی برادر طاہر علی صاحب صدیقی جن کے شدید حادثہ کی اطلاع ہم نے گذشتہ پرچے میں شائع کی تھی دوسرے ہی دن ہمیں اطلاع ملی کہ کانج میں انھوں نے انتقال کیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور غمزدہ بیوہ ضعیف باپ اور غمگین بھائیوں کو اس جانکاہ المیہ کی برداشت اور صبر کی قوت عطا فرمائے نعش کاکوری لائی گئی اور اپنے آبائی قبرستان میں سپرد خاک کر دیئے گئے ہم مرحوم کے جملہ متعلقین کے ساتھ اس جانکاہ حادثہ غم میں برابر کے شریک ہیں

حالاتِ وطن

نمایاں کامیابی راضیہ خاتون بنت امیر احمد صاحب علوی نے نرسنگ ٹریننگ مکمل کورس میتھا اسکول لکھنؤ سے پورا کر کے اس سال امتحان میں فرسٹ ڈویژن کامیابی حاصل کی اللہ مبارک کرے ہم جملہ متعلقین کو مبارکباد پیش کرتے ہیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ موصوفہ کو سسٹر کے آفر کیا گیا تھا مگر انہوں نے منظور نہیں کیا۔

عتیق الرحمٰن صاحب (داماد منشی شفیق احمد صاحب) کے بارے میں کراچی کی ایک تحریر سے معلوم ہوا ہے کہ موصوف کی ترقی ہو گئی ہے خدا مبارک کرے۔

عبدالقدیر صاحب علوی اسٹیٹ بینک آف انڈیا برانچ لکھنؤ اسٹاف ایسوسی ایشن کے سکریٹری سال ۶۶-۱۹۶۵ء کے لئے پھر منتخب ہو گئے۔ موصوف کے لئے یہ لگاتار تیسرا سال ہے جبکہ مقابلہ جناب رام ناتھ صاحب ٹنڈن سے ہوا تھا جن کو ۷۵ ووٹ ملے اور عبدالقدیر صاحب علوی کو ۲۴۱ ووٹ ملے۔ ہم اس شاندار فتحیابی اور کامیابی پر دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

شاہینہ توقیر (قاضی اسرار علی صاحب عباسی کی صاحبزادی) اور داماد سید اعجاز حسین صاحب اپنے اعزا سے ملنے ڈھاکہ سے مغربی پاکستان گئے ہوئے تھے واپسی میں ہندوستان اپنے اعزا اور بھائی بہنوں سے ملنے آئے ہوئے ہیں آجکل ان کا قیام اپنے والد قاضی اسرار احمد صاحب عباسی کے ساتھ نشاط گنج لکھنؤ میں ہے۔

ہائر سکنڈری اسکول کاکوری سے امسال ہائی اسکول کے امتحان میں ۱۴ لڑکے بیٹھے تھے رول نمبر ۲۲۳۳۴۷ سے ۲۲۴۳۸۰ تک ہے جونیئر گرلس اسکول کاکوری سے ۱۲ لڑکیاں شریک ہوئیں جو امتحان دیکر واپس آ گئی ہیں۔ لڑکیوں کے رول نمبر ابھی نہیں مل پائے۔ ہم آئندہ ان شاء اللہ شائع کریں گے۔

"اجتماعات عید" پہلا اجتماع عید ہی کے دن ۴ بجے شام کو حسب سابق قاضی ارشد علی خاں صاحب کے دولت کدہ واقع قاضی گڈھی میں ہوا۔ اس مرتبہ چونکہ اطلاع باقاعدہ نہیں دی جا سکی لہٰذا مجمع کافی نہ ہو پایا پھر بھی پندرہ بیس حضرات ضرور پہونچ گئے نشست کافی دلچسپ رہی اگرچہ کوئی خاص پروگرام نہ ہو پایا۔

دوسرا عالیشان اجتماع دوسرے دن لکھنؤ میں حافظ محمد حسین صاحب فرحت قاسمی کے دولتکدہ واقع [illegible] لکھنؤ میں ۵ بجے شام کو بصدارت لالہ ہرگوبند دیال صاحب یہ اجتماع ہوا۔ جلسہ کا افتتاح محمد حسان صاحب علوی نے تلاوت کلام پاک سے شروع کی۔ ایک معصوم بچی عائشہ فاطمہ علویہ نے ایک انگریزی نظم سنائی۔ ڈاکٹر مصطفیٰ حسن صاحب علوی نے اپنا ایک مقالہ پڑھا (جو درج اشاعت ہے) اس کے بعد ساجد صدیقی لکھنوی (جن کی غزل درج اشاعت ہے) والی آسی، نصیر احمد صاحب عباسی۔ احمد جمال پاشا۔ حلیم صاحب۔ ذکی کاکوروی۔ ذکی رسولپوری صاحبان نے اپنا اپنا کلام سنایا اگرچہ یہاں بھی دعوتی کارڈ ٹھیک طور پر پہونچ نہیں پائے تھے پھر بھی مجمع کافی ہو گیا تھا۔ آخر میں سویوں اور دہی بڑوں سے تواضع ہوئی اور بعد نماز مغرب یہ اجتماع اختتام پذیر ہوا۔

غلطی کی معذرت گذشتہ اشاعت میں حج کو جانے والوں کی جو فہرست ہم نے شائع کی تھی اس میں فرنگی محل سے مفتی محمد رضا صاحب مع والدہ مولانا متین میاں صاحب مع والدہ لکھا تھا دراصل یہ غلطی سے مولانا عتیق میاں کے لفظ والدہ لکھ گئے ناظرین اس کی تصحیح فرما لیں۔ مولانا مع بیوی کے تشریف لے گئے ہیں ہمیں اس غلطی پر مولانا کے جملہ متعلقین سے ندامت ہے۔

الحمدللہ عید بخیریت گذر گئی۔ عید کی نمازیں حسب معمول مقررہ مساجد میں اپنے اپنے اوقات پر ہوئیں عید گاہ میں بھی مجمع کافی تھا۔ تکیہ شریف کا مجمع بھی معمول کے مطابق رہا۔ کوئی خاص بات سننے میں نہیں آئی۔ سوائے اس کے کہ عید گاہ سے واپس آنے والوں نے یہ ضرور بیان کیا کہ محمد کامل خاں صاحب نے چندہ وصولی پر جو اسلامیہ اسکول کی طرف سے کیا جا رہا تھا اس پر اصولی اعتراض کیا تھا مگر دوسرے دن جب ہم لکھنؤ اجتماع میں پہونچے تو ہمیں اس اعتراض اور اس کی نوعیت

اور اس کی اہمیت کا صحیح احساس ہو۔ ہم نے عیدگاہ کمیٹی کے بعض ارکان سے اس پر گفتگو کی تو یہ معلوم ہوا کہ امام صاحب عیدگاہ کی طرف سے ایک اپیل امداد اسلامیہ اسکول کے سلسلے میں پہلے تقسیم ہو چکی اس کے بعد مولانا محترم نے اپنی تقریر میں بھی چندہ کے لئے فرمایا۔ عیدگاہ کی انتظامیہ کمیٹی بھی جہاں تک ہمیں علم ہے مولانا محترم کے مشورہ سے بنی ہے مولانا صاحب اس کے سرپرست ہیں اور مولانا پر یہ بھی واضح ہے کہ عیدگاہ کے منتظمین کے لئے یہی دو موقع عید و بقرعید کے ایسے ہیں جنہیں وہ آنے والوں سے اپنی ضرورتوں کا اظہار کر سکتے ہیں۔ کامل خاں صاحب کا اعتراض ممبران کمیٹی کی صحیح نمائندگی تھی نہ کہ چیرمین کی حیثیت سے۔ ناظرین ایک چیرمین کو کیا دلچسپی ہو سکتی ہے اور وہ کیا حق رکھتے ہیں مداخلت کا مساجد یا عیدگاہ کے معاملات میں۔ امام صاحب بخوبی واقف ہیں کہ عیدگاہ کی جتنی بھی مرمت اب تک کمیٹی کر پائی وہ عیدگاہ آنے والوں سے ہی امداد سے ہوئی ہے باہر کے لوگ نہیں۔ ہمیں افسوس ہے کہ مولانا محترم اصولی اور جزوی اختلاف والے کو اختلاف باہم یا مناقشہ تصور فرما لیا۔ ہم اگر ایک طرف کمیٹی عیدگاہ کے ذمہ داروں کو اس پر توجہ دلائیں گے کہ وہ صفائی وغیرہ میں ابھی بات کا خیال ذہن میں رکھیں دوسری طرف مولانا محترم سے با ادب عرض کریں گے کہ آپ ایک وقتی کو ٹھنڈے دل سے سوچیں اور جزئی معاملہ کو اہمیت نہ دیں۔

ہمارا ادر کا واسطہ بھی ان واقعات سے نہیں نہ کمیٹی کے ہم ممبر نہ کسی رکن گروپ کے ناطے یہ کہنے کی جرأت رکھتے ہیں ہمارے آپ کے اختلاف کی خبر پاکر اخبار موقع سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرنے سے باز نہیں آئیں گے۔ خواہ مخواہ میں جگ ہنسائی اچھی چیز نہیں۔

بیا بی بی صاحبہ ۔ اس طرف عشرہ ہوا کہ برابر درد سے تپ سے دست آ رہے ہیں۔ نقاہت بڑھ رہا ہے چہرہ پر ہلکا ورم بھی معلوم ہوتا ہے علاج حال کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ شفا دے

ہاجرہ بی بی بیوہ ابوالحسن صاحب صدیقی مجھوری لکھنؤ کی خبروں میں بتایا گیا ہے موصوفہ اپنے موضع میمورا سے بیمار ہو کر لکھنؤ آئیں اسہال خونی آ رہے ہیں ڈاکٹر نبی بہادر کا علاج ہے۔ اب طبیعت میں کسی قدر سکون ہے

دہلی کی خبریں:-

شاہین افتخار بنت حکیم افتخار احمد علوی دو تین ماہ سے مسلسل بیمار ہے گذشتہ ہفتہ میں طبیعت زیادہ گر گئی تھی ڈاکٹر کی صحیح تشخیص نہ ہونے کے باعث دوسرے ہومیو پیتھ ڈاکٹر کو دکھایا جس نے جگر کی خرابی تجویز کی اور دوا دی۔ جس سے افاقہ ہے۔ مگر نقاہت و کمزوری زیادہ ہے۔ خدا صحت دے۔

عارفہ افتخار احمد علوی بھی مسلسل تکالیف کا شکار ہیں۔ پہلے چولہے سے کھولتا ہوا گھی ان کے بدن پر پڑا جس سے گھٹنہ اور چہرہ بری طرح جل گیا۔ گھر پر کوئی موجود نہ تھا۔ لہٰذا خود ہی وقتی طور پر کریم لگائی بعد ازاں برنول لگایا گیا۔ اب خاصہ ہے چہرہ پر دائیں جانب زخم کا گہرا نشان رہ گیا ہے ڈاکٹروں کا کہنا ہے کچھ عرصہ بعد نشان جاتا رہے گا۔ اس تکلیف سے چھٹکارا نہ مل پایا تھا کہ موصوفہ ٹیریا کا شکار ہو گئیں۔ علاج جاری ہے ہنوز کوئی افاقہ نہیں۔ اللہ شفا دے۔

حکیم مرزا شکور بیگ کا جدہ میں انتقال ہو گیا

مرزا سکندر بیگ قدر کاکوروی کا ۱۰ر اپریل کا لکھا ہوا خط آج ۲۶ر اپریل کو ملا جس میں وہ اس سانحہ کا ذکر کرتے ہیں۔ ۵ر اپریل کو جدہ میں بحالت احرام مرحوم نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم بڑی خوبیوں کے انسان تھے ملنسار مرنجاں مرنج بااخلاق و شفقت نے ان کو وہ جہاں بھی رہے محبوب رکھا۔ جدہ ہی میں سپرد خاک کر کے ۱۰ر اپریل کو قدر صاحب مع اپنی بھاوج کے مکہ شریف پہونچے اللہ مرحوم کو علیین میں جگہ دے اور غمزدہ بیوہ لڑکے دونوں بشیر بیگ اور غلام جیلانی صاحبان صبر جمیل عطا فرمائے۔ اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ قصبہ ایک تجربہ کار نامور طبیب سے خالی ہو گیا ۱۸ر اپریل کو مرحوم کی کوٹھی پر قرآن خوانی ہو گی۔

سید احمد علوی ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر نے سرفراز پریس میں چھپوا کر دفتر کاکوری اخبار پریم گنج کاکوری ضلع لکھنؤ سے شائع کیا۔